

عرفان طارق
ایم فل اسکالر شعبہ اردو، نمل، اسلام آباد۔
ڈاکٹر نعیم مظہر
ایسوسی ایٹ پروفیسر، نمل، اسلام آباد

اصول تحقیق کی روایت (پاکستان میں شائع ہونے والی کتب کے تناظر میں)

Man by nature is a curious creature. He keeps thinking about the general problems of life. He always tries to change and improve the current conditions. This is why, ideas keep occurring to him and also, he hits upon new aspects or doubts about the old problems. He wants to solve these problems or remove his doubts to attain conviction. Here does start research.

Natural curiosity of man motivated him for research. This tendency led him to the inventions from fire to wheel. Further, it led him to invent radio, transfer of electromagnetic waves, computer, internet. Man, right from his arrival in this world proved through his continuous creativity that human is prone to do research. This characteristic distinguishes him from other animals and makes him superior to them.

After the creation of Pakistan, substantial research work in Urdu was done. The researchers carried on their research in the fields of literature and linguistics.

انسان فطری طور پر تجسس اور غور و فکر کی عادت رکھتا ہے۔ زندگی کے عام مسائل کے بارے میں عموماً سوچتا رہتا ہے موجودہ حالات کو بدلنا چاہتا ہے یا بہتر بنانا چاہتا ہے۔ اس لیے اس کے دماغ میں نئے نئے مسائل پیدا ہوتے ہیں یا پھر پرانے مسائل سے متعلق نئے نئے پہلو اور شکوک اس کے سامنے آتے ہیں وہ ان مسائل کو حل کرنا یا شکوک کو دور کر کے یقین میں بدلنا چاہتا ہے۔ یہیں سے تحقیق کی ابتداء ہوتی ہے۔

انسان کے فطری تجسس نے اس کو تحقیق کے لیے تحریک دی۔ جس کی بدولت انسان نے آگ پیدا کرنے سے لیکر پہیہ ایجاد کرنے تک کا سفر طے کیا اور مزید آگے چل کر ریڈیو، برقی لہروں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ بھیجنا، کمپیوٹر، انٹرنیٹ کی ایجادات کا جواز پیدا ہوا۔ انسان نے دنیا میں آنے ہی نئی سے نئی تخلیق کر کے یہ ثابت کیا ہے کہ انسان ازل سے ہی کھوج اور پرکھ کا خواہاں رہا ہے اور انسان کی یہ تخلیقی و تحقیقی صلاحیت اور اہلیت ہی اسے دوسرے جانداروں سے ممتاز اور جدا کرتی ہے اور اشرف المخلوقات کا درجہ دلاتی ہے۔ پاکستان قائم ہونے کے بعد اردو میں خاطر خواہ تحقیقی کام ہوا۔ محققین نے ادبی و لسانی تحقیقات کا سلسلہ جاری رکھا۔ مگر اصولی تحقیق کے حوالے سے نہایت کم کام ہوا۔ بطور فن، تحقیق کے اوپر قیام پاکستان کے ابتدائی سالوں سے کوئی کتاب تحریر نہ کی جاسکی گوکہ محققین خود اعلیٰ پائے کے محقق تھے مگر نئے لوگوں کی رہنمائی کیلئے کوئی مبسوط تالیفی کام منظر عام پر نہ آیا۔ فن تحقیق اور اصولی تحقیق پر بہت کم توجہ دی گئی۔ ہندوستان میں تقسیم ہند کے بعد بھی فن تحقیق پر کام کا وہ سلسلہ جاری رہا جو آزادی سے پہلے کا تھا۔ ڈاکٹر گیان چند جین، قاضی عبدالودود، ڈاکٹر تنویر احمد علوی، رشید حسن خان، ڈاکٹر عبدالرزاق قریشی اور مالک رام نے فن تحقیق اور اصولی تحقیق کے حوالے سے خاطر خواہ کام کیا۔

پاکستان میں اصولی تحقیق کے سلسلے کی ابتداء مضامین کے اشاعت سے ہوئی۔ ڈاکٹر سید عبداللہ کا مضمون ”تحقیق و تنقید“ نیا دور کراچی کے شمارہ ۶-۵ میں ۱۹۵۶ء اور ”تحقیق و تنقید کے مقامات اتصال“ اردو نامہ کراچی ۱۹۶۰ء میں شائع ہوئے۔ اسی طرح مظفر علی سید کا مضمون ”اردو ادب اور تحقیق“ نقوش لاہور اپریل ۱۹۶۱ء کو شائع ہوا۔ گوکہ یہ مضامین فن تحقیق کے حوالے سے لکھے گئے تھے مگر ان میں صرف چند ایک ابتدائی و بنیادی اشارے دیئے گئے تھے۔ ساٹھ کی دہائی میں ممتاز محقق ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان نے فن تحقیق کو موضوع بنایا۔

”ان کا مقالہ ”فن تحقیق“ پہلے پہل کل پاکستان اردو تدوین کانسفرس، منعقدہ لاہور دسمبر ۱۹۶۱ء میں پڑھا گیا تھا۔ جو بعد ازاں ترمیم کے ساتھ توسیعی خطبے کے طور پر سندھ یونیورسٹی میں ۱۰ اکتوبر ۱۹۶۵ء کو پیش کیا گیا۔ یہ توسیعی

خطبہ بعد میں ”نقوش“ لاہور جنوری ۱۹۶۶ء میں اور پھر کتابی صورت میں شائع ہوا۔“ (۱)

ڈاکٹر معین الدین عقیل کی رائے کے مطابق یہ مقالہ فن تحقیق پر پاکستان میں لکھا جانے والا پہلا قابل توجہ مقالہ ہے۔ اس مقالے میں انھوں نے اسلامی طرز تحقیق کو تاریخی حوالوں سے ثابت کیا کہ مسلمانوں کا طریق تحقیق اصولی حدیث سے ماخوذ ہے۔ اس عرصہ میں ڈاکٹر عندلیب شادانی نے بھی اسی موضوع پر لکھا۔ ان کا مقالہ ”تحقیق اور اس کا طریقہ کار“ (مشمولہ ”صحیحہ“ لاہور جولائی ۱۹۵۶ء) (۵) مقالہ نگاری کیلئے بہترین رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ اس میں انہوں نے موضوع کا انتخاب، حد بندی، ماخذوں کا تعین، مقالے کا خاکہ تیار کرنے کے حوالے سے اظہار خیال کیا ہے۔

ڈاکٹر عبادت بریلوی کا مختصر مضمون ”ادبی تحقیق کے بنیادی اصول“ (مشمولہ ”انکار“ کراچی جنوری ۱۹۵۸ء) بھی موضوع کی اہمیت سے متعلق ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے ادبی تحقیق اور اس کے منصوبہ بندی کے حوالے سے بحث کی ہے اور منصوبہ بندی کی اہمیت کو واضح کیا ہے۔ ستر کی دہائی میں ڈاکٹر افتخار حسین نے اصولی تحقیق کے حوالے سے کچھ تحریریں قلمبند کی ہیں جن میں ”یورپ میں تحقیقی مطالعے، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۰ء“ زیادہ مشہور اور قابل ذکر ہے۔ اس میں انہوں نے محققین کے لیے چند ایک تجاویز پیش کی ہیں جو کہ تحقیق کے حوالے سے معاون ثابت ہو سکتی ہیں۔ اسی عرصہ میں ایک اور کوشش نسیم فاطمہ نے ”حوالہ جاتی خدمات“ کراچی ۱۹۷۸ء کے نام سے ایک کتاب لکھ کر کی ہے گوکہ یہ کتاب بنیادی طور پر فن کتاب داری اور پیشہ وارانہ تعلیم و تربیت کے مقصد کیلئے لکھی گئی تھی مگر تحقیق کے حوالے سے

مآخذات کی طرف رہنمائی کرتی ہے جو ایک کتب خانے سے محققین کو حاصل ہو سکتے ہیں۔ اس کتاب میں انہوں نے تحقیق کے لیے معاون مواد اور مآخذات کا توضیحی تعارف بھی پیش کیا ہے۔

ستر کی دہائی میں ۱۹۷۸ء میں ڈاکٹر احسان اللہ خان کی کتاب تعلیمی تحقیق اور اس کے اصول و مبادی منظر عام پر آئی۔ دس ابواب پر مشتمل اس کتاب کے پہلے باب میں تحقیق کی تعریف، تاریخی پس منظر بیان کرتے ہوئے تحقیق کا مختلف پہلوؤں سے جائزہ لیا گیا ہے۔ تعلیمی تحقیق کیا ہے؟ اور پاکستان میں تحقیق کی ضرورت و اہمیت بیان کی گئی ہے۔ نمونہ بندی، تحقیقی طریقہ ہائے کار، تحقیق کی درجہ بندی، فن تحقیق کی اقسام کو زیر بحث لایا گیا ہے۔ اسی طرح تعلیم کے احاطہ کار کو واضح کرتے ہوئے طلبہ اور تحقیق کے مابین تعلق اور ضرورت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اسی کی دہائی میں اصولی تحقیق کے حوالے سے تحقیقی مضامین، خطبات اور تبصروں کے ساتھ ساتھ تصنیفی کام پر بھی توجہ دی جانے لگی۔ سید جمیل احمد رضوی نے ”دستاویزی طریق تحقیق“ (مشمولہ ”مجلہ تحقیق“، لاہور شمارہ، جلد ۵، ۱۹۸۳ء) شائع کرایا۔ دستاویزی تحقیق کی مختلف اقسام مثلاً سوانح حیات، اداروں اور تنظیموں کی تاریخ، نظریات کی تاریخ وغیرہ کا ذکر کیا اور تحقیق کے لیے مواد کن کن ذرائع سے حاصل کیا جاسکتا ہے اس پر بھی روشنی ڈالی ہے مثلاً سرکاری ریکارڈ، اخبارات و رسائل، خطوط، ذاتی ڈائریاں، سوانح عمری، آپ بیتی اور یادداشتیں وغیرہ۔

مارچ ۱۹۸۶ء میں شہزاد احمد نے اردو سائنس بورڈ کے تعاون سے ایک ترجمہ ”تحقیقی رویے“ کے نام سے شائع کرایا۔ اس کتاب میں فاضل مصنف نے تخلیق کے ساتھ ساتھ ایک دو ابواب میں فن تحقیق کے حوالے سے بحث کی ہے۔ ۱۹۸۶ء میں ڈاکٹر ایم سلطانہ بخش نے اردو میں اصولی تحقیق کے نام سے منتخب مقالات کو دو جلدوں میں مرتب کیا۔ ۱۹۸۸ء میں جلد دوم منظر عام پر آئی۔ اصولی تحقیق پر زیادہ کتب بازار میں دستیاب نہ ہونے کی بنا پر تین سال کے عرصہ میں جلد اول کی اشاعت دوم سامنے آئی۔ اس کتاب میں فن تحقیق، تحقیقی عمل کے مراحل، طریقہ کار، پیش کش، مقالہ کی تسوید، موضوع کا انتخاب، متن اور روایت متن پر ۱۸ مقالہ شامل کیے گئے یہ تمام مقالہ جات برصغیر کے مشہور محققین نے لکھے تھے۔ اُن میں ڈاکٹر وحید قریشی، سید عبداللہ، جمیل جالبی، ڈاکٹر ش اختر اور عبدالرزاق قریشی قابل ذکر ہیں۔ موضوع کے انتخاب کے حوالے سے ڈاکٹر ش اختر نے لکھا ہے۔

”موضوع کتنا ہی فرسودہ کیوں نہ ہو، اپنے اندر نئے گوشوں کو بے نقاب کرنے کے بے پناہ سعتیں رکھتا ہے قدیم داستانوں، کلاسیکی کہانیوں، اساطیری قصوں کو محض غیر حقیقی کہہ کر نظر انداز کرنا دانش مندی نہیں۔ ان میں سیکھو درسوں برسوں کی تہذیبی علامتیں پوشیدہ ہیں۔ اس طرح عوامی شاعری، لوگ گیت، پہیلی آج بھی ادبی تحقیق کے دلچسپ موضوعات ہو سکتے ہیں“۔ (۲)

منتخب مقالات کی دوسری جلد جو کہ ۵۰۱ صفحات پر مشتمل ہے اس میں ۱۶ مقالے اور مضامین شامل ہیں۔ دوسری جلد کا موضوع اصولی تحقیق، اردو میں جدید تحقیق کا آغاز، حوالہ اور صحت متن، اردو میں تحقیق، پاک و ہند میں اردو کا تحقیقی کام، ہندوستانی و پاکستانی جامعات میں اردو تحقیق کا جائزہ ہے۔ اس جلد میں مشہور محققین مالک رام، رشید حسن خان، ڈاکٹر خلیق انجم، تنویر احمد علوی اور معین الدین عقیل کے مقالے شامل ہیں۔ ۱۹۸۷ء میں مقتدرہ قومی زبان نے سید جمیل احمد رضوی کی کتاب ”لابریری سائنس اور اصولی تحقیق“ شائع کی اس کتاب کے پہلے باب میں تحقیق کے بنیادی تصورات، تحقیق کی اہمیت اور حصول علم کے طریقوں کا جائزہ لیا گیا ہے۔ دوسرا باب سائنسی

طریق تحقیق سے متعلق ہے۔ باب چہارم میں تحقیق کے لیے موضوع کا انتخاب، موضوع کی جانچ پرکھ، تحقیقی منصوبے کا خاکہ وغیرہ کی بحث کی گئی ہے اور باب ششم میں دستاویزی طریق تحقیق کو موضوع بنایا گیا ہے۔ یہ کتاب تحقیق کے لیے موضوع کے انتخاب میں کافی مددگار ثابت ہو سکتی ہے۔

۱۹۸۸ء میں ڈاکٹر وحید قریشی کی کتاب مقالات تحقیق منظر عام پر آئی۔ کتاب کے پہلے باب میں ۱۹۵۸ء تا ۶۸ء تک پاکستان میں اردو تحقیق کے دس سالوں کا جائزہ لیا گیا ہے۔ قیام پاکستان کے ابتدائی برسوں میں تحقیقی کام ست روی کا شکار رہا۔ اسی حوالے سے ڈاکٹر وحید قریشی لکھتے ہیں۔

”تقسیم برصغیر کے بعد اردو تحقیق اور تنقید کا سلسلہ ابتدائی چند برس میں ایک بڑی حد تک منتشر ہو گیا۔ سیاسی حالات اور آبادی کی نقل مکانی نے پاکستان اور بھارت دونوں جگہ سیاسی اور سماجی سطح پر کئی تبدیلیاں پیدا کی تھیں۔ تحقیق ایک صبر آزمائے عمل ہے۔ اس میں جن سہولتوں اور مواد کے ذخیروں کی ضرورت ہے۔ وہ تاریخ کے ایسے دور میں میسر نہ تھی، جبکہ ایک طرف مہاجرین کی بحالی اور دوسری طرف نوزائیدہ مملکت کی بقا کے مسائل درپیش تھے۔“ (۳)

۱۹۸۹ء میں ڈاکٹر سید معین الرحمن کی کتاب اردو تحقیق یونیورسٹیوں میں شائع ہوئی۔ پانچ ابواب پر مشتمل اس کتاب کے پہلے باب میں پاکستانی یونیورسٹیوں میں اردو تحقیق کے چالیس سال کے عنوان کے تحت ۱۹۴۷ء تا ۱۹۸۸ء کے دوران کی گئی جامعاتی تحقیق کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ ۱۹۷۷ء میں جب پاکستان میں علامہ محمد اقبال کے صد سالہ جشن ولادت کا اہتمام کیا گیا تو علامہ اقبال پر یونیورسٹیوں میں مطالعہ اقبال کے چالیس سالوں کا جائزہ لیا گیا۔ تحقیق کے لیے موضوع کے انتخاب پر ایک الگ باب لکھا گیا ہے۔ آخری ۱۰۰ صفحات پر جامعات کے اندر پیش کیے گئے ان ۴۰۰ سے زائد مقالات کی فہرست مرتب کی ہے جن پر ڈی لٹ، پی ایچ ڈی، ایم فل، ایم اے کی سطح پر کسی نہ کسی یونیورسٹی سے اردو کی کوئی نہ کوئی اعلیٰ علمی سند فضیلت منظور اور عطا ہوئی۔

بیسویں صدی کے آخری عشرے میں فن تحقیق پر خاطر خواہ تصنیفی کام سامنے آیا۔ ۱۹۹۲ء میں ڈاکٹر تبسم کاشمیری کی کتاب ادبی تحقیق کے اصول، مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد نے شائع کی۔ اس کتاب میں جدید اردو تحقیق، اقسام اور افکار و مسائل پر بحث کی گئی ہے۔ تحقیقی کام کے لیے موضوع کے انتخاب کے مسئلہ کو واضح کرتے ہوئے نوجوان اسکالرز کو مفید اور کارآمد تجاویز دی گئی ہیں۔ وہ لکھتے ہیں۔

”اردو تحقیق کی دنیا میں اس وقت ایک نازک مسئلہ موضوعات کے انتخاب کا ہے۔ موضوع کا انتخاب ایک مرحلہ ہوتا ہے۔ جس میں کام کرنے والے کو کام کا امکان دیکھنا پڑتا ہے۔ میرے نزدیک تو اس قسم کا کام ہونا چاہیے کہ پورے موضوع پر کام کرتے ہوئے طالب علم نہ صرف تحقیق کی مبادیات سمجھے بلکہ اس کا ذہنی افق بھی وسیع تر ہو۔“ (۴)

۱۹۹۳ء میں ڈاکٹر گوہر نوشاہی کی کتاب ادبی زاویے مجلس فروغ تحقیق اسلام آباد نے شائع کی۔ ڈاکٹر گوہر نوشاہی خود بلند پایہ محقق ہیں اور ایک معروف صوفی گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں۔ فاضل مصنف کو اورینٹل کالج میں سید عبداللہ، ڈاکٹر وحید قریشی اور سید سجاد باقر رضوی جیسے عظیم اساتذہ سے فیض یاب ہونے کا موقع ملا۔ یہ کتاب اُن کے مضامین، تبصروں پر مشتمل ہے جو پاکستان کے مقتدر جرائد

میں شائع ہوئے۔ پہلے باب میں اسلوب کو زیر بحث لایا گیا ہے اردو تحقیق کے حوالے سے ڈاکٹر جمیل جالبی کا طویل معلوماتی انٹرویو بھی شامل کیا گیا ہے۔

ادبی تحقیق ڈاکٹر جمیل جالبی کے تحقیقی مضامین کا مجموعہ ہے جسے ۱۹۹۴ء میں مجلس ترقی ادب لاہور نے شائع کیا۔ جمیل جالبی ملک پاکستان کے معروف محقق ہیں۔ متعدد تعلیمی، ادبی اور ثقافتی اداروں سے منسلک رہے ہیں۔ تنقید، ادبی تاریخ نگاری، نعت نویسی اور تراجم کے شعبوں میں گرانقدر خدمات سرانجام دی ہیں۔ ان کی یہ کتاب تیرہ ابواب پر مشتمل ہے۔ دو ابواب میں تحقیق کے جدید رجحانات اور اردو تحقیق کے حوالے سے دیا گیا طویل انٹرویو بھی اس کتاب میں شامل ہے۔

۱۹۹۸ء میں سید مودودی انسٹیٹیوٹ لاہور کے ڈائریکٹر ڈاکٹر کرٹل (ر) عمر فاروق غازی کی کتاب تحقیق کے اصول و ضوابط (احادیث کی روشنی میں) میٹر پرنٹرز لاہور نے شائع کی۔ اس کتاب میں احادیث کی رو سے تحقیق کے حکم اور ترغیب و تلقین پر روشنی ڈالی گئی۔ اصول حدیث میں تحقیق کے اصول و ضوابط ہر ایک باب میں بحث کی گئی ہے۔ علم اسماء الرجال کس طرح وجود میں آیا؟ تحقیق کے لیے احتیاط کے تقاضوں کو پورا کرنے کیلئے معنی مشاہدہ اور ذاتی سماع کی اہمیت واضح کی گئی۔

۱۹۹۹ء میں ڈاکٹر کرٹل (ر) عمر فاروق غازی کی ایک اور کتاب تحقیق کے بنیادی عوامل (قرآن کی نظر میں) منظر عام پر آئی۔ تحقیق کا مفہوم، اغراض و مقاصد تحقیق کے بنیادی عوامل و ارکان، تحقیق کے طریقے، تقاضے وغیرہ کے عنوانات کے تحت مختلف ابواب میں تحقیقی مزاج کو اجاگر کیا گیا ہے۔ جگہ جگہ قرآنی آیات کی تشریح کی گئی ہے اور ساتھ ساتھ مسلمہ بین الاقوامی حقائق تاریخی دلائل اور آثار قدیمہ سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔ وہم و گمان سے اجتناب کرتے ہوئے حقیقت شناسی، یقین کے حصول اور خبر کی تصدیق کی اہمیت کو واضح کیا گیا ہے۔ مصادر سے استفادہ کے ساتھ ساتھ مواد کی فراہمی اور تدوین پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

اسی سال پروفیسر محمد عارف کی کتاب تحقیقی مقالہ نگاری پنجاب یونیورسٹی کے ادارہ تالیف و ترجمہ نے شائع کی۔ پروفیسر محمد عارف گورنمنٹ ایم اے او کالج لاہور کے وائس چانسلر ہیں۔ تحقیقی عمل کی اہمیت کے بارے میں پیش لفظ میں لکھا ہے۔

”تحقیق کا عمل آنکھیں کھولنے کا عمل ہے۔ جو مغرب میں جاری ہے اور وہاں انسان لحظہ بہ لحظہ اپنے مراتب بلند سے بلند کرتا جا رہا ہے۔ کبھی ہم اہل مشرق کی آنکھیں کھلی تھیں تو ہم نے علم و عرفان کا وہ سامان پیدا کیا تھا جو یورپ کی نشاۃ ثانیہ کا سرچشمہ ٹھہرا۔ آج ان کے ہاں علم کی روایک وسیع و عمیق سمندر بن چکی ہے اور ہم اس کے کنارے بیٹھے ہیں مگر ہمارے دامن میں سپیاں بھی نہیں۔“ (۵)

انہوں نے لائبریری کا استعمال، مصادر کی تلاش، مصادر کا مطالعہ کرنا اور نوٹ لینا، مصادر کو حوالہ دینے کے حوالے سے مختلف ابواب کے تحت بحث کی ہے۔ جو کہ ریسرچ اسکالرز اور طلبہ و اساتذہ کے لیے یکساں طور پر مفید ہے۔ اسی عرصہ میں غلام عباس ماہو کی کتاب تحقیق و تدوین کے نام سے مکتبہ دانیال لاہور نے شائع کی۔ فن تحقیق کیا ہے؟ معاشرتی علوم و لسانیات میں تحقیق کی اہمیت اور لسانیاتی تحقیق کا جائزہ لیا گیا ہے۔ اسی کے ساتھ ساتھ موضوع کا انتخاب، مقاصد تحقیق، تحقیق کی اہم اقسام، ابتدائی و ثانوی ماخذات کا فرق اور اصولی تدوین کو موضوع بحث بنایا گیا ہے۔ نیز فن تدوین کی معیار بندی، مقالے کی زبان اور رسم الخط کے ساتھ ساتھ تدوین کی اہمیت کو بھی واضح کیا گیا ہے۔

بیسویں صدی کے آخری دہائی میں بہت زیادہ تحقیقی کام ہوا تھا۔ اکیسویں صدی کے آغاز سے ہی جہاں اردو تحقیق کے کام کی رفتار بڑھی وہیں پراصولی تحقیق اور فن تحقیق پر بھی بہت زیادہ توجہ دی گئی۔ اس عرصے میں ہائیر ایجوکیشن کمیشن نے ایم اے کی سطح کے بعد ایم فل کی ڈگری متعارف کرا دی۔ یہ ڈگری ایم اے اور پی ایچ ڈی کے درمیانی سطح کی ڈگری ہے۔ اب ایم اے، ایم فل اور پی ایچ ڈی تینوں سطح پر تحقیقی مقالے لکھے جانے کی وجہ سے جہاں اردو کے تحقیقی کام میں مثبت تیزی آئی وہیں اب کورس ورک کے دوران تحقیق بطور مضمون جامعات میں پڑھایا جانے لگا تو اس طرح اس کی اہمیت دو چند ہو جانے کی وجہ سے بہت زیادہ تصنیفات سامنے آئیں۔ سال ۲۰۰۰ء میں تعلیمی تحقیق (اسلوب و شماریات) مجید بک ڈپوفیصل آباد نے شائع کی جسے ایس ایم شاہد نے تحریر کیا تھا۔ کتاب میں تعلیمی تحقیق کی ضرورت و اہمیت پر بحث کی گئی ہے۔ سروے کا طریقہ، اقسام، انٹرویو، مشاہدہ، مطالعہ احوال، سوالنامہ اور ریسرچ رپورٹ کی تیاری وغیرہ کا جائزہ لیا گیا ہے۔ بنیادی طور پر یہ کتاب تعلیمی تحقیق سے متعلق ہے مگر تحقیق کے طریقہ کار کی طرف بھی مکمل راہنمائی فراہم کرتی ہے اور اس کا راز کو مایوس نہیں کرتی۔

اگلے سال ۲۰۰۱ء میں ایس ایم شاہد کی ایک اور کتاب تحقیقی مقالہ نویسی کا فن مجید بک ڈپولاہور نے شائع کی۔ اردو کے ساتھ ساتھ انگریزی اصطلاحات کو استعمال کرتے ہوئے انتخاب کے بعد پرپوزل اور خاکہ کے حوالے سے سیر حاصل کی گئی ہے۔ مقالہ کمیٹی، کمیٹی کے ارکان کے وظائف، کردار اور انتخاب پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ مسودے کی لکھائی، مقالے کا دفاع، استثنائی اجلاس کی تیاری، زبانی امتحان کے انعقاد کے ساتھ ساتھ مقالے کی منظوری کے بعد مستقبل کے رجحانات اور رسائل کے لیے لکھنے کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے نوجوان اس کا راز کو لکھنے کی ترغیب دی گئی ہے۔

۲۰۰۳ء میں ڈاکٹر عبدالحمید خان عباسی کی کتاب اصول تحقیق کے نام سے سامنے آئی۔ فاضل مصنف علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد میں اسٹنٹ پروفیسر اور انچارج شعبہ قرآن و تفسیر ہیں۔ سترہ ابواب میں منقسم یہ ضخیم کتاب ۳۸۷ صفحات پر مشتمل ہے۔ اسلام میں اصولی تحقیق، اصولی روایت کی روشنی میں حدیث کی تحقیق کے لیے سند کی تفتیش کے باقاعدہ آغاز کے حوالے سے مکمل باب لکھا گیا ہے۔ تحقیق کی خصوصیات اور اس کے بنیادی لوازمات اقسام، کا ذکر کرتے ہوئے مآخذ کا مفہوم، اولین اور ثانوی مآخذات کے بارے میں بتایا گیا ہے۔ حواشی و تعلیقات، حوالہ جات، اقتباسات اور اشاریہ سازی میں فرق اور ان کی اہمیت کو واضح کیا ہے۔ باب تیرہ میں مقالے کی املاء کے لیے رموز اوقاف اور ان کے استعمال کے اصولوں پر بحث کی ہے۔ رموز اوقاف کا مفہوم، اردو میں استعمال کے اصول اور تاریخی پس منظر کو واضح کیا ہے۔ ختمہ Full stop، سکتہ، Comma وقفہ، Semi colon، رابطہ Colon، تفصیلیہ Colon & Dash، سوالیہ؟، Mark of interogation، فجائیہ!، Mark of Exclamation، توسلین Brackets، خط Dash، واوین "Inverted Commas"، نقطے Dots..... اور ترچھا خط / Oblique کے استعمال کے بارے میں چند اہم ہدایات بھی دی گئی ہیں۔

سال ۲۰۰۵ء میں ڈاکٹر عطش درانی کی کتاب جدید رسمیات تحقیق اردو سائنس بورڈ نے لاہور سے شائع کی۔ ۱۰۰ سے زائد صفحات پر مشتمل اس ضخیم کتاب کو چودہ ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔ تحقیق فن، سائنس یا تکنیک پر بحث کی گئی ہے۔ جدید تحقیق کا تعارف، اقسام، تحقیق منصوبے سے خاکے تک کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ اسی طرح متن، تدوین متن اور تصحیح و تدوین متن پر مکمل راہنمائی فراہم کرنے کی بہترین

کوشش کی گئی ہے۔ ۲۰۰۶ء میں ڈاکٹر محمد سلیم ملک کی کتاب اردو تحقیق پنجاب یونیورسٹی میں ادارہ تالیف و ترجمہ پنجاب یونیورسٹی لاہور نے شائع کی۔ کتاب میں بتایا گیا ہے کہ پنجاب یونیورسٹی ۱۸۸۲ء قائم ہوئی جبکہ اورینٹل کالج ۱۸۷۰ء کو قائم ہوا تھا۔ پاکستان میں اردو تحقیق کے حوالے سے بتایا گیا ہے کہ ۱۹۴۷ء تا ۲۰۰۶ء تک پی ایچ ڈی کے ۱۲۸ مقالے منظور کیے گئے۔ ۲۰۰۱ء تا ۲۰۰۵ء ایم فل سطح کے ۲۰ مقالے منظور ہوئے۔ ایم اے سطح کے ۹۳۵ مقالے منظور کیے گئے۔ کتاب میں مقالہ جات کی مکمل فہرست دی گئی ہے۔ مقالے کے ساتھ موضوع، سال، سکالر اور نگران کا ذکر کیا گیا ہے۔

۲۰۰۷ء میں ڈاکٹر اسلم ادیب نے تحقیق کی بنیادیں کتاب لکھی۔ فاضل مصنف اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور میں صدر شعبہ تعلیم ہیں۔ انھوں نے تصور تحقیق پر بحث کرتے ہوئے اقسام بیان کی ہیں۔ تحقیقی عمل کے مراحل، متعلقہ مواد کی تلاش، تاریخی تحقیق، بیانیہ تحقیق، تجرباتی تحقیق کے حوالے سے اصطلاحات، طریقہ کار، دائرہ کار، تجزیہ اور نتائج کا جائزہ لیا گیا ہے۔ گوکہ یہ کتاب مضمون علم التعليم میں نوجوان اسکالرز کو تحقیق میں مدد دینے کے لیے لکھی گئی ہے۔ لیکن درحقیقت یہ کتاب تحقیق کے پیاسوں کو بھی سیراب کرتی نظر آتی ہے۔ ۲۰۰۸ء میں رفیع الدین ہاشمی کی کتاب جامعات میں اردو تحقیق کے نام سے ہائر ایجوکیشن کمیشن اسلام آباد نے شائع کی۔ یہ کتاب اردو زبان و ادب سے متعلق دنیا کی ۸۱ جامعات کے سندھی تحقیقی مقالات کی فہرست ہے۔ اس میں ۴۳۲۱ مقالات کی فہرست ترتیب دی گئی ہے۔

۲۰۰۸ء میں ڈاکٹر معین الدین عقیل نے اپنے تحقیقی مضامین اور مقالات کو یکجا کر کے کتابی شکل میں شائع کرایا۔ کتاب کا نام اردو تحقیق، صورت حال اور تقاضے ہے۔ مقدمہ قومی زبان نے اسے شائع کیا۔ ۴۵۰ صفحات پر مشتمل اس کتاب میں مصنف نے اصول تحقیق کے حوالے سے ۲۴ مقالہ جات کو مرتب کیا ہے۔ معیاری رسمیات، تحقیق، اصول و ضوابط، معیار اور تقاضے، اسباب، تجاویز، موضوعات کا جائزہ اور مسائل وغیرہ کو زیر بحث لایا گیا ہے۔ ۲۰۰۹ء میں پروفیسر ڈاکٹر تحسین اقبال کی کتاب علم تحقیق کا تعارف منظر عام پر آئی۔ ڈاکٹر تحسین اقبال، ایسوسی ایٹ پروفیسر آف فزیالوجی ہیں اور نشر میڈیکل کالج ملتان سے منسلک ہیں۔ تحقیق کی ضرورت و اہمیت، سائنسی تحقیق کا طریقہ کار، تحقیق کی اقسام، تحقیق کے مراحل، اخلاقی اقدار، مقالہ اور خاکہ کو زیر بحث لایا گیا ہے۔ نیز جانوروں اور انسانوں پر تحقیق کے بین الاقوامی اصول بیان کیے گئے ہیں۔ تقریری مقالہ Presentation پر مکمل باب لکھا گیا ہے۔ سلائیڈز کی تیاری، اجزاء عنوان، تعارف، نتائج، پیشکش، بناوٹ اور ترتیب کے بارے میں مکمل رہنمائی فراہم کی گئی ہے۔ مثلاً الفاظ کا سائز، انداز، جدول، گراف، رنگوں کا امتزاج اور علامات کے استعمال کے بارے میں بتایا گیا ہے۔ پیش کار کے لیے چند گراں اور اصول بتائیے گئے ہیں مثلاً صاف اور واضح انداز، پر اعتماد، لباس کا انتخاب، بروقت پہنچنا، آواز کا اتار چڑھاؤ اور سوال و جواب وغیرہ۔

۲۰۱۰ء میں رفاقت علی شاہد نے تحقیق شناسی کے نام سے منتخب مقالات کو مرتب کیا۔ انھوں نے تحقیق کے مختلف پہلوؤں کو حوالے سے ابواب بندی کی ہے۔ ایسے مقالے اور تحقیقی مضامین یکجا کر دیے ہیں جو ایک ہی موضوع سے متعلق ہیں۔ پہلے باب میں تحقیق اور رمتعلقات تحقیق کو اکٹھا کیا گیا ہے۔ اس میں تحقیق کی تعریفیں، محقق کے اوصاف، اقسام، اہمیت اور مسائل کا جائزہ لیا گیا ہے۔ دوسرا باب مقالے کی تیاری کے مراحل کے نام سے ترتیب دیا گیا ہے۔ اس میں طریق کار اور ضوابط، مواد کی فراہمی، تعلیقات اور حاشیہ نگاری، اقتباسات، ضمیمہ، فرہنگ اور اشاریہ کو موضوع بحث بنایا گیا ہے۔ باب سوم میں اصول و مدراج تدوین کے عنوان کے تحت تدوین متن، متن

کی تحقیق و ترتیب، تصحیح اور مسائل کا جائزہ لیا گیا ہے۔ چہارم باب میں متفرق موضوعات کے ساتھ تحقیق کی اقسام مثلاً اسلامی، نفسیاتی، لسانی تحقیق وغیرہ سے متعلق مقالات اکٹھے کیے گئے ہیں۔ اس کتاب میں مشہور محققین کے مقالات شامل ہیں جن میں عبدالرزاق قریشی، گیان چند جین، ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان، سید عبداللہ، خلیق انجم، رشید حسن خان، ڈاکٹر تنویر احمد علوی قابل ذکر ہیں۔

اکیسویں صدی کی دوسری دہائی کے پہلے سال ۲۰۱۱ء میں ڈاکٹر ہارون قادر کی کتاب اسجد تحقیق کے نام سے لاہور سے شائع ہوئی۔ ۷۰ صفحات پر مشتمل اس کتاب میں تحقیق کیا ہے؟ اہمیت و ضرورت، شرائط و ضوابط، محقق کی مشکلات، اخلاقیات و آداب تحقیق اور تحقیق کی زبان کو موضوع بنایا گیا ہے۔ اسی طرح تحقیق کے لیے مواد کی تلاش، جمع و فراہمی، بنیادی و ثانوی ماخذ، خاکہ سازی، مقالے کا اسلوب، اقتباسات، حوالہ جات، تسوید اور کتابیات پر بھی سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ وسائل تحقیق کے حوالے سے باقاعدہ بحث کی گئی ہے۔ ذرائع اور وسائل تحقیق کی زیر بحث لغت، انسائیکلو پیڈیا، فرہنگ، کتب خانے، رسائل و جرائد، تحقیقی ادارے، تاریخیں، مخطوطات، مکتوبات، ملفوظات، تذکرے، کتبے، یادداشتیں، ملاقات، سوانح نامہ، تصویری ریکارڈ، دستاویزات، ذاتی ڈائری، سرکاری ریکارڈ، غیر مطبوعہ مواد، غیر مجملہ مطبوعہ کتابچہ (پمفلٹ) کمپیوٹر اور انٹرنیٹ کا ذکر کیا گیا ہے۔ اسی سال ۲۰۱۱ء میں نوجوان محقق ڈاکٹر شفیق انجم کا اردو رسمیات مقالہ نگاری کے نام سے ایک کتابچہ شائع ہوا۔ فاضل مصنف اسلام آباد کی جامعہ نمل میں شعبہ اردو ادب کے استاد ہیں۔ یہ کتاب بنیادی طور پر جامعہ نمل کے اندر ہونے والی تحقیق کو مرتب کرنے اور شائع کرانے کے اصول و ضوابط پر مبنی ہے۔ مصنف نے عنوان کی مبادیات کے تحت مقالے کا عنوان، ابواب کے عنوانات، فہرست ابواب کی پیش کش پر مکمل رہنمائی فراہم کی ہے۔ متن کے بنیادی مباحث کے تحت متن کا صفحہ، سائز، فونٹ، لائن، پیرا گراف، اوقاف، علامات، اقتباس کا طریقہ املاء، غلط نمبر کا اندراج وغیرہ پر بحث کی گئی ہے۔ حوالہ دینے کے حوالے سے کتب رسائل و جرائد، انٹرویو، مکتوب انٹرنیٹ، دستاویزات اور غیر مطبوعہ متون کے حوالہ دینے کے لیے رہنمائی بہم پہنچائی ہے۔ اسی طرح حواشی، تعلیقات، کتابیات کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ ایم اے، ایم فل اور پی ایچ ڈی کے مقالے کی جلد کا نمونہ ابتدائی صفحات کے نمونے، دفاع اور منظوری وغیرہ کے فارم کے نمونہ جات بھی شامل کیے گئے ہیں۔ الغرض یہ کتابچہ نوجوان سکالرز کو مقالہ ترتیب دینے کے حوالے سے مکمل رہنمائی فراہم کرتا ہے۔

اسی سال ۲۰۱۱ء میں معروف محقق ڈاکٹر عطش درانی کی کتاب اصول ادبی تحقیق (تکنیکی امور) کے نام سے شائع ہوئی۔ ۲۸۰ صفحات پر مشتمل یہ کتاب ۱۲۰ ابواب میں منقسم ہے۔ تحقیق کی مبادیات، تاریخی روایات، اسلام میں تحقیق کی روایت، اردو ادب میں تحقیق کی روایت کا جائزہ لینے کے بعد ادب اور اس کی اقسام کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے۔ مقالے کی تیاری کے سلسلے میں تکنیکی امور کو زیر بحث لایا گیا ہے۔ تحقیقی تجویز کی تیاری، خاکہ سازی تحقیقی ذرائع کا استعمال، مواد کا اندراج، تسوید، اسلوب مقالہ و انداز بیان، اور نظریہ تیار کرنے کے لیے رہنمائی فراہم کی گئی ہے۔ مصنف اردو ادبی تحقیق میں جدید ذرائع کے استعمال کو اہم گردانتے ہیں اور کمپیوٹر پر اردو کے استعمال کو بہت لازمی تصور کرتے ہیں۔ اردو کی بورڈ وضع کرنا، کمپیوٹر کی کوڈ پلیٹ، آئی ایس او ISO یونی کوڈ، آن لائن برقیاتی کتب خانوں، ای لائبریری سے استفادہ تجویز کرتے ہیں۔ عالمی معیار کی تحقیق کے لیے گوگل اردو جیسے تلاش انجن اور اردو کی پیڈیا، ویب سائٹ پر اردو مضامین اور مواد کی دستیابی اور فروغ کو بہت ناگزیر سمجھتے ہیں۔ ۲۰۱۲ء میں اطراف تحقیق کے نام سے ڈاکٹر ارشد محمود ناشاد کی کتاب راولپنڈی سے شائع ہوئی۔ اس میں انھوں نے تحقیق کے حوالے سے گزشتہ پندرہ بیس برسوں میں لکھے گئے اپنے ۹ مقالات اور ہاتھ بڑے یکجا کر دیئے

ہیں۔ ۲۰۱۵ء میں اصول تحقیق کے موضوع پر چار کتب شائع ہوئیں۔ ڈاکٹر ظفر الاسلام خان نے اصول تحقیق جدید ریسرچ کے اصول و ضوابط کے نام سے کتاب لکھی۔ علم تحقیق کی غرض و غایت اور اس کے مبادی کو موضوع بنایا گیا ہے۔ موضوع کے انتخاب، علمی تحقیق کی حدود بندی، مصادر، بنیادی، ثانوی مآخذات کے ساتھ ساتھ مقالے کے فنی پہلوؤں کو مد نظر رکھتے ہوئے مسودات اور نوٹس کی ترتیب اور حوالہ جات کے حوالے سے رہنمائی فراہم کی گئی ہے۔ مصنف نے مقالے میں دلائل پیش کرنے کو اہم قرار دیتے ہوئے معلومات کے انبار لگانے کو ناپسندیدہ امر قرار دیا ہے بلکہ تجزیہ کرنے اور کوئی نتیجہ اخذ کرنے کو اہم قرار دیا ہے۔

اسلامی اصول تحقیق بھی ۲۰۱۵ء شائع ہوئی۔ کتاب کے مصنف ڈاکٹر باقر خان خا کوانی علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد کی فیکلٹی عربی و علوم اسلامیہ میں بطور ڈین خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ یہ کتاب ۱۸ ابواب پر مشتمل ہے۔ اسلامی اصول تحقیق کی خصوصیات کا ذکر کرتے ہوئے اسلامی و مغربی اصول تحقیق میں تقابل پیش کیا ہے۔ تحقیق کی اقسام، اصول تحقیق کی اہم اردو، انگریزی اور عربی کتب، تحقیقی مقالہ کی تعریف، خصوصیات، مقاصد اور مقالہ کے لازمی عناصر بتائے گئے ہیں۔ معیاری مقالہ کی خصوصیات اور مقالے کا تحقیقی مقام متعین کرنے کے کچھ اصول بتائے ہیں۔ مقالہ کی خصوصیات کے ضمن میں تحریر کرتے ہیں کہ

”مطالعہ وسعت و گہرائی کا حامل ہو، نظریہ اخذ کرنے میں احتیاط سے کام لیا گیا ہو، اسلوب نگارش بہترین ہو۔ نیز

حقائق و دلائل کو حسن ترتیب کے ساتھ پرکشش انداز میں پیش کیا گیا ہو“۔ (۶)

۲۰۱۵ء میں ہی ڈاکٹر افتخار احمد خان کی کتاب اصول تحقیق شائع ہوئی۔ ڈاکٹر صاحب گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد میں شعبہ علوم اسلامیہ و عربی میں بطور اسٹنٹ پروفیسر کام کر رہے ہیں۔ اب تک ایم اے، ایم فل اور پی ایچ ڈی سطح کے ۵۷ مقالات کو نگرانی کر چکے ہیں اور HEC کے رجسٹرڈ سپروائزر ہیں۔ انھوں نے مقالہ نگاروں کو جن جن مشکلات سے دوچار دیکھا تھا، انھی میں رہنمائی فراہم کرنے کے لیے یہ کتاب لکھی۔ ۲۰۳ صفحات پر مشتمل اس کتاب میں گیارہ باب ہیں۔ تحقیق، تحقیق کار، نگران اور تحقیق کی اقسام کو بیان کیا ہے۔ موضوع کا انتخاب، خاکہ سازی، مصادر کی اقسام، مواد کی جمع آوری، جانچ پڑتال، تدوین اور حوالہ جات کے متعلق گفتگو کی گئی ہے۔ موضوع کے انتخاب کے باب میں عنوان اور موضوع میں فرق کو یوں بیان کیا ہے۔

”موضوع کے لیے انگلش میں Topic کا لفظ جبکہ عنوان کے لیے Title کا لفظ مستعمل ہے۔ ان دونوں کلمات

میں عام طور پر فرق نہیں کیا جاتا لیکن ان میں بہت دقیق سا فرق ہے۔ مثلاً ”مجدد الف ثانی کے تفسیری نکات،

ایک تحقیقی جائزہ“، یعنی الفاظ کا ایسا مجموعہ جو اس نے اپنی تحقیق کے لیے منتخب کیا اسے عنوان کہتے ہیں جبکہ اس

عنوان میں غور کریں تو پتہ چلتا ہے کہ یہ تفسیر سے متعلق ہے تو تفسیر اس کا موضوع ہے“۔ (۷)

۲۰۱۵ء پورب اکیڈمی اسلام آباد نے ڈاکٹر شفیق انجم کی کتاب قواعد تحقیق و تدوین شائع کی۔ یہ کتاب تحقیق و تدوین کے حوالے سے ایک رہنما کتاب کا درجہ رکھتی ہے۔ اس کو فاضل مصنف نے تین حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ پہلے حصے میں تحقیق کے مفہوم کو مختلف محققین اور ادیبوں کی آراء کی روشنی میں واضح کیا گیا ہے۔ دوسرے حصے میں پانچ مضامین شامل ہیں جو کہ تحقیقی مقالے کی بنیادی شناخت، خاکہ سازی، عنوان تحقیقی مقالے کی زبان و اسلوب اور مآخذ کے اندراج سے متعلق ہیں۔ تیسرا حصہ متن اور تدوین متن کے حوالے سے مرتب کیا گیا ہے۔ فاضل مصنف نے عنوان سازی کے قواعد اور طریقوں پر روشنی ڈالتے ہوئے عنوان کو موضوع کا اظہار پر قرار دیتے ہیں۔ مصنف کی رائے

کے مطابق تحقیقی مقالے کے عنوان کا براہ راست موضوع سے وابستہ ہونا ایک بنیاد شرط ہے۔ عنوان موضوع سے مناسبت معنوی شفافیت کا حامل ہونا چاہیے۔ نیز تحقیقی مقالے کے عنوان کی ساخت متعلقہ زبان کے نحوی اصولوں کے مطابقت ہونی چاہیے۔ عنوان مختصر اور تکرار لفظی سے پاک ہو۔ عنوان کی عبارت چست ہو اور عنوان شاعرانہ نہ ہو۔ اصطلاحات، اختصارات اور اسماء و متعلقات کا استعمال مناسب طریقے سے کیا جانا ضروری ہے۔ نامائوس اور مبہم الفاظ کا استعمال کرنے سے گریز کیا جائے۔ مقالے کے عنوان کی طرح ابواب کے عنوانات طے کرتے وقت بھی اصول و ضوابط کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔ اس ضمن میں وہ لکھتے ہیں،

”ضروری ہے کہ ہر باب مرکزی و ذیلی عنوانات میں تقسیم ہو۔ مرکزی عنوان کی عبارت اس خوبی سے طے کی جانی چاہیے کہ اس میں عمومیت بھی ہو اور باب میں زیر بحث نکات کی طرف اشارہ بھی نکلے۔ ذیلی عنوانات مرکزی عنوان سے جڑے ہوئے اور بحث کے مختلف زاویوں کی نشاندہی کرنے والے ہونے چاہیے۔ ایک باب میں زیادہ سے زیادہ پانچ زمروں کی گنجائش ہوتی ہے۔ عام طور پر فہرست کو طول دینے یا بحث کے پھیلاؤ کی دھاک بٹھانے کے لیے ذیلی عنوانات کے طور پر بیسیوں چھوٹے چھوٹے اشارات دے دیئے جاتے ہیں۔ یہ طریقہ درست نہیں۔ شفافیت، آسانی اور افادیت کو مد نظر رکھتے ہوئے بہتر یہی ہے کہ ہر باب میں کم سے کم تین اور زیادہ سے زیادہ پانچ زمرے بنائے جائیں اور عنوانات کو ان کے مطابق طے کیا جائے۔“ (۸)

۲۰۱۷ء میں نذیر احمد بٹ کی کتاب لوازمات تحقیق کے نام سے سامنے آئی۔ فاضل مصنف خود پی ایچ ڈی کے سکالر ہیں۔ حال ہی میں نادرن یونیورسٹی نوشہرہ سے ایم فل کیا۔ اس کتاب میں مصنف نے دوران تعلیم لیے گئے لیکچرز کو کتابی شکل کی صورت میں مرتب کیا ہے۔ پانچ ابواب اور ۱۲۶ صفحات پر مشتمل اس کتابچے میں اردو ادب میں تحقیق، اقسام، مقاصد، اصطلاحات اور اہمیت کو موضوع بنایا گیا ہے۔ اسی کے ساتھ موضوع کا انتخاب، حد بندی، ماخذات کی فہرست، تحقیقی خاکہ اور مقالہ کے اہم اجزاء کا جائزہ لیا گیا ہے۔ اسی طرح باب چہارم اور پنجم میں حوالہ جات اور کتابیات کے حوالے سے سیر حاصل بحث کی ہے۔

ذیل کی سطور میں قیام پاکستان کے بعد اردو اصول تحقیق کے حوالے سے چند ایک دستیاب کتب اور مضامین کا انتہائی مختصر جائزہ پیش کرنے کی سعی کی گئی ہے۔ اس کو کسی صورت بھی مکمل جائزہ قرار دینے کا دعویٰ نہیں ہے۔ بظہر غائر جائزہ لیا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ نو زائیدہ مملکت کو ابتدائی برسوں میں گوں ناگوں مسائل کا سامنا تھا۔ سرحدی تنازعات، مہاجرین کی آباد کاری اور آئین کی تشکیل کا مرحلہ درپیش تھا۔ اسی طرح دن بدن بدلتی حکومتوں کی وجہ سے پالیسیوں کا عدم تسلسل بھی تعلیم و تحقیق کی طرف متوجہ ہونے میں مانع تھا۔ ملکی حالات سازگار نہ ہونے اور بین الاقوامی حالات موزوں نہ ہونے کی بنا پر ابتدائی دو تین عشروں میں تعلیمی و تحقیقی کام بہت زیادہ متاثر ہوا البتہ نجی، انفرادی اور جامعاتی سطح پر محققین نے ذاتی شوق اور شغف کی بنا پر اس سلسلے کو آگے بڑھایا۔

پاکستان ایک ترقی پذیر ملک ہونے کے ناطے مختص شدہ تعلیمی بجٹ میں سے بہت کم سرمایہ پیداواری، تخلیقی اور تحقیقی کاموں پر صرف کر پاتا ہے۔ جامعات کی مناسب تعداد کا نہ ہونا، وسائل کی کمیابی، حوصلہ افزائی کا فقدان، مناسب رہنمائی اور منصوبہ بندی نہ ہونے جیسے متعدد عوامل کے باوجود ملک پاکستان میں تحقیق کا معیار اور رفتار حوصلہ افزاء اور اطمینان بخش ہے۔ اسی طرح انتظامی طور پر حائل بہت سی رکاوٹوں اور مشکلات کے باوجود کچھ محققین نے ذاتی شوق کی بنا پر نہایت عرق ریزی اور جانفشانی سے صلے کی ترنما سے بے نیاز اور بے لوث ہو کر کام

کیا ہے جو کہ نئے محققین کے لیے مشکل راہ ہے نیز نئے محققین کے لیے خاطر خواہ مواد مہیا کیا ہے جس سے رہنمائی مل سکے اور بعض نے تو تنہا اکیلے طور پر ایک ادارے جتنا کام کر دکھایا ہے۔ لیکن اس سب کے باوجود بہتری کی نہ صرف گنجائش موجود ہے بلکہ اشد ضرورت بھی ہے کہ عالمی معیار کے مطابق اصول تحقیق اور فن تحقیق کو وضع کیا جائے۔ جس میں دور جدید کے سائنسی تقاضوں کو پورا کیا گیا ہو۔ نیز انفرادی، نجی اور جامعاتی سطح پر امتحانی پہلو کی بجائے علمی، ادبی اور تحقیقی پہلو مد نظر رکھا جائے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اکیسویں صدی جب دنیا سمٹ کر گلوبل ویلج میں تبدیل ہو چکی ہے۔ ایسی تحقیقاتی روش اور طرز کو اپنایا جائے جو ایک طرف جدید سائنسی اصولوں کے مطابق اور عالمی معیار کے مطابق ہو نیز جدید دور کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے عالمی سطح پر اردو زبان کے فروغ کا باعث بنے اور ادبی نقطہ نظر سے اردو بولنے، سمجھنے اور پڑھنے والوں کے لیے بیش قیمت اور گر اندر علمی و ادبی ذخیرہ محفوظ کرنے کا سبب بنے۔

حوالہ جات

- ۱ - معین الدین عقیل، ڈاکٹر اردو تحقیق صورت حال اور تقاضے مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد ۲۰۰۸ء ص ۲۷
- ۲ - اردو میں اصول تحقیق (منتخب مقالات) مرتبہ ڈاکٹر ایم سلطانہ بخش، مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد جلد اول طبع دوم ۱۹۸۹ء ص ۱۳۹
- ۳ - وحید قریشی، ڈاکٹر مقالات تحقیق، مغربی پاکستان اردو اکیڈمی لاہور سال ۱۹۸۸ء ص ۱۲
- ۴ - تبسم کاشمیری ڈاکٹر، ادبی تحقیق کے اصول، مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد ۱۹۹۲ء ص ۱۲
- ۵ - محمد عارف پروفیسر، تحقیقی مقالہ نگاری، ادارہ تالیف و ترجمہ پنجاب یونیورسٹی لاہور ۱۹۹۹ء ص ۱۳
- ۶ - باقر خان خاکوانی، پروفیسر ڈاکٹر اسلامی اصول تحقیق ادبیات لاہور ۲۰۱۵ء ص ۷۲-۷۱
- ۷ - افتخار احمد خان، ڈاکٹر اصول تحقیق شمع بکس فیصل آباد ۲۰۱۵ء ص ۳۳
- ۸ - شفیق انجم، ڈاکٹر قواعد تحقیق و تدوین، پورب اکادمی اسلام آباد ۲۰۱۵ء ص ۶۴